حضرت میاں عبدالحکیم کاکڑ علیہ الرحمۃ

(وفات ۱۱۵۳ھ)

مغربی پاکستان کے نامی گرامی مشائخ جنھوں نے اپنی پاکیزہ زندگی اور تبلیغی کارناموں سے ہمارے اس خطہ میں چمنستان اسلام کی آبیاری کی ہے، اور ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں کی یادیں اب ہمارے قلب اور روح کی خوابیدہ طاقتوں کو جگانے اگرمانے اور سرگرم عمل رکھنے کیلئے ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ ان مشائخ عظام کے گروہ میں حضرت مولانا شیخ میاں عبدالحکیم کاکڑ علیہ الرحمۃ کا نام نامی قابل ذکر ہے۔ جن کا مزار مبارک کوئٹہ ڈویژن کے ضلع لورالائی کے موضع چوتیالی میں واقع ہے، جسے گنبد کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان کے مشہور قبیلہ ترین کے قبائلی سردار آپ کے مزار مبارک کی مجاوری کی خدمات بجالانا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اور آج کل بھی یہی قبائل سردار یہ فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

"تاریخ سلطانی" (طبع بمبئی ۱۲۹۸ھ) میں آپ کے ابتدائی حالات کی ضمن میں یہ مختصر تذکرہ درج کیا گیا ہے کہ:

> حضرت ایشان (میاں عبدالحکیم) اپنے زمانہ کے جلیل القدر بزرگ تھے۔ علماء اور مشائخ کے گروہ میں آپ کو مقبولیت کا مقام حاصل تھا۔ خاص اور عام کا مرجع اور کافۂ انام کے مرشد تھے۔ اصل میں آپ قبیلۂ کاکڑ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو مورث اعلیٰ غرغشت کا ایک ذیلی شاخ ہے۔ بچپن میں تحصیل علوم اور تکمیل فنون کی طرف توجہ دی۔ چونکہ فطری فطانت اور جبلی لیاقت رکھتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں درجہ فضیلت اور کمال حاصل کیا۔ طبیعت بندگی اور عبادت خالق کی طرف مائل تھی جب عبادت سے فارغ ہو جاتے تو مختلف علوم کی کتابوں کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتے اور کوشش کرتے کہ مختلف علوم مباحث اور فنون میں پوری مہارت آپ کو حاصل ہو جائے۔ ایک ایک لمحہ کو ضائع نہ جانے دیتے۔ آپ نے تکلیفیں

اٹھائیں۔ کوششیں کیں۔ یہاں تک کہ تھوڑا سا زمانہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ علم صرف کے اشتقاقات۔ علم نحو کے قواعد۔ علم منطق کے قوانین اور علم حکمت کے آئین اور نکات میں اور علم بدیع، علم معانی اور علم بیان میں اور علم اصول اور میزان حدیث میں اور علم تفسیر کے دلائل اور علم فقہ کے مسائل قواعد اور احکام میں اور علم کلام کے فوائد میں اپنے زمانہ کے فاضل علماء کے استاد تسلیم کئے گئے۔ اس کے بعد آپ نے مجاز سے آگے بڑھ کر حقیقت تک رسائی حاصل کی طریقت اور معرفت کے سلسلہ میں بیعت حاصل کی۔ اور تھوڑے سے عرصہ میں طریقت اور معرفت کے اسرار اور رموز بھی حل کئے۔ اور اپنے ہمعصروں سے اس میدان میں بھی گوئے سبقت حاصل کی۔ بیت ؎

ہمت عالی ز فلک بگذرد مرد بہ ہمت ز ملک بگذرد

اپنے پیر طریقت کی طرف سے آپ کو خرقہ خلافت اور بیعت و ارشاد کی اجازت ملکر ماذون بنا دیئے گئے۔ بہت سے لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو مرید بنایا اور اپنے لطائف شیریں سے شہر بھر میں آپ کا غلغلہ بلند ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چاروں طرف سے لوگوں کا ایک سیلاب امڈ آیا۔ کیا کامل اور عالم اور کیا جاہل۔ کیا خواص اور عوام آپ کی خانقاہ پر لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ اور آپ کی دعوت اور ارشاد سے لوگ نجات کی منزل تک راہ پانے میں کامیاب ہونے لگے۔ اور جب آپ سے مخلوق خدا کی عقیدت بہت بڑھ گئی۔ اور آپ کے مریدین اور معتقدین کی تعداد ہزاروں لاکھوں تک پہنچ گئی۔ تو بعض ناعاقبت اندیش اور کور باطن حاسدوں نے اس وقت کے حکمران سلطان شاہ حسین غلزائی (والئی قندہار) کے کان بھرنے شروع کئے۔ اسے برافروختہ کر دیا۔ اور نتیجہ میں دربار شاہی سے حکم صادر ہوا کہ حضرت میاں عبدالحکیم شہر قندہار سے نکل جائیں " (فارسی سے ترجمہ)

تاریخ سلطانی کے اس مختصر بیان کے علاوہ حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کے حالات کے سلسلہ میں کوئی تفصیلی بیان کسی تذکرہ میں موجود نہیں تھا۔ اس لئے کافی تلاش اور تحقیق کے بعد جو معلومات ہاتھ آسکی ہیں وہ یہاں درج کی جاتی ہیں تاکہ مغربی پاکستان کے اس جلیل القدر بزرگ کے مزید حالات اگر کسی کے پاس ہوں وہ ان پر اضافہ کر سکیں۔ اور اس طرح ہم اپنے نامور اسلاف کی قابل فخر زندگیاں

اور ان کے کارناموں سے باخبر ہو سکیں۔

حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کے والد ماجد کا نام میاں سکندر شاہ ہے۔ اور آپ قوم غرغشت کے ذیلی شاخ کاکڑ کے ذیلی شاخ سنٹیا کے ذیلی شاخ ڈیوڑزی کے ذیلی شاخ شموزی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس قبیلہ کے لوگ تحصیل پشین ضلع کوئٹہ میں آباد ہیں۔ ان کے چند ایک دیہات سب تحصیل خانوزائے کے قریب شرقاً اور جنوباً پہاڑی کے دامنوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ کچھ تو زراعت پیشہ ہیں۔ اور کچھ مویشی پالکر زندگی بسر کرتے ہیں۔ آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کے والد ماجد مویشی پالکر زندگی گذارتے تھے۔ مغربی پاکستان کے تمام قبائلی علاقوں کی ایک بہت بڑی اکثریت کے لوگوں کا یہی پیشہ ہے۔ کیونکہ قابل کاشت زمین اور زراعتی وسائل کی کمی کے پیش نظر ماضی میں ان لوگوں کیلئے مویشی پالنے کے بغیر کوئی دوسرا سہارا ہی نہیں تھا۔ اور ویسے بھی یہ ایک معزز اور شریف پیشہ ہے۔ فارسی کا ایک شعر ہے ؎

بگلہ آنکہ امت پروری را شبان لائق بود پیغمبری را

حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کے والد ماجد کی سکونت موضع خانوزائے میں تھی۔ اور یہاں وفات پاکر مدفون ہوئے۔ یہاں کے مقامی علماء کی روایت ہے کہ میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کے والد ماجد نے کافی بڑی عمر تک پہنچنے کے بعد شادی کی تھی۔ حضرت میاں صاحب کی والدہ نیک اور صالح بی بی تھیں۔ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ کے بدن سے سورج کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ انہیں آپ نے اپنے کپڑوں میں سمیٹ لیا اور چھپا لیا۔ اس پر حضرت میاں عبدالحکیم صاحب کے نانا صاحب نے جو ایک بہت بڑے عالم اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ اس خواب کی یہ تعبیر بیان کی۔ کہ میری لڑکی کو خداوند عالم ایک ایسا فرزند عطا کرے گا۔ کہ دنیا جہاں اس کے علوم ظاہری اور باطنی کے انوار سے روشن ہو جائے گا۔ اور آپ کی یہ تعبیر حرف بحرف پوری ہو گئی۔

آپ کی ولادت کا زمانہ تاریخی شواہد اور آثار کو دیکھتے ہوئے ۱۱۰۰ھ متعین کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی ولادت کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ کی والدہ ماجدہ وفات پا گئیں۔ باپ کی کوئی اور اولاد نہیں تھی۔ اس لئے دوسری شادی کی۔ لیکن اس دوسری بیوی کی اولاد کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ جب میاں صاحب تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہوئے تو استاد کے پاس بٹھائے گئے۔ لیکن سوتیلی ماں کا سلوک ان کے ساتھ اچھا نہیں تھا۔ ہمیشہ مارا کرتی۔ اور تکلیف پہنچاتی رہتی۔ جس سے تنگ آکر حضرت میاں صاحب گھر سے نکل پڑے۔ علوم دین کی تحصیل کیلئے روانہ ہو گئے۔ اور مسافرت کی سختیاں جھیلتے

ہوئے مروّجہ علوم کی تحصیل میں کامیابی حاصل کی۔

ابتدائی تعلیم آپ نے کاکڑؒ کے علاقہ میں حاصل کی۔ اور اسکی تکمیل کے سلسلہ میں افغانستان کے علاقہ جات قندہار اور ننگرہار اور مغربی پاکستان کے علاقہ پشاور کی مسافرتیں برداشت کیں علوم طریقت اور معرفت میں آپ کا سب سے پہلا استاد اور پیر طریقت میاں سید لعل محمد جی ننگرہاری علیہ الرحمۃ تھے جن سے آپ نے طریقت اور سلوک کی ابتدائی منازل طے کرنے کی تربیت حاصل کی۔ اور جب حضرت شیخ میاں سید لعل محمد نے حضرت میاں عبدالحکیم کی حالت پر توجہ کی اور ان کے شوق کی زیادتی۔ اور ساتھ ہی وسعت قلب اور حوصلہ کا اندازہ لگایا تو انہوں نے اپنے اس سعادتمند شاگرد اور مرید کو حضرت شیخ حافظ میاں عبدالغفور کشمیری، پشاوری کی خدمت میں بمقام پشاور بھیجا ـــــــ

حضرت شیخ حافظ عبدالغفور نقشبندی مجددی مغربی پاکستان کے ان جلیل القدر بزرگوں اور مشائخ عظام میں سے ہیں، جو خطہ جنت نظیر کشمیر میں پیدا ہوئے۔ مغربی پاکستان کے دارالحکومت لاہور میں آپ نے روحانی تربیت حاصل کی۔ اور وادیٔ پشاور کے مرکزی مقام پشاور شہر میں قیام فرما کر اپنے فیوضات کے سرچشمہ سے ایک عالم کو سیراب کیا۔ آپ کے عرفانی اور روحانی بلند مرتبہ کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت غوث العالم میاں محمد عمر چمکنی اور حضرت قطب العالم شاہ محمد غوث قادری لاہوری آپ ہی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ اپنے شیخ اور استاد حضرت میاں سید لعل محمد ننگرہاری کی ہدایت کے مطابق ان ہی حضرت مولانا شیخ عبدالغفور پشاوری سے فیض حاصل کرنے کیلئے تشریف لائے تھے۔

حضرت شیخ حافظ عبدالغفور پشاوری نے از راہِ شفقت مزید فیوضات کے حصول اور کمالات باطنی کی تکمیل کیلئے میاں عبدالحکیم کو اپنے استاذ اور شیخ طریقت مولانا اللہ یار صاحب لاہوری کی خدمت میں لاہور بھیجا۔ اور یہاں آکر آپ نے دریائے معرفت کے اس جلیل القدر ناخدا سے فیضان اور سیرابی حاصل کی۔ درجہ کمال تک پہنچے۔ اور اس طرح کرّتہ، قندہار، ننگرہار، پشاور، اور لاہور کے روحانی اور عرفانی مراکز سے فیوضات حاصل کرنے والا یہ فرزند ارجمند ایک جلیل القدر بزرگ کی حیثیت سے مہر درخشاں بنکر مغربی پاکستان کا آفتاب عالمتاب بنا۔

آپ کے طریقت کے مشائخ پر ایک نظر ڈالئے تو آپ کے ابتدائی پیر طریقت ہیں۔ حضرت شیخ میاں سید لعل محمد ننگرہاریؒ جو کہ حضرت شیخ حافظ عبدالغفور کشمیری پشاوری کے خلیفہ

ہیں۔ اور دوسرے مرحلہ پر آپ نے حضرت شیخ عبدالغفور علیہ الرحمۃ سے براہ راست بھی فیض حاصل کیا ہے۔ حضرت شیخ حافظ عبدالغفور کشمیری پشاوری کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا پدر بزرگوار شیخ سعدی بخاری لاہوری علیہ الرحمۃ سے خرقہ خلافت حاصل ہوا تھا۔ حضرت شیخ سعدیؒ کا اصل نام محمد سعید تھا۔ چونکہ آپ اپنے پیر طریقت حضرت سیدنا آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے محبوب ترین خلفاء میں سے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنے فرزندوں کی بیعت اور تربیت کا کام بھی آپ کے حوالہ کیا تھا۔ اس لئے محبت اور شفقت کے طور پر آپ کو شیخ سعدی لاہوری کے نام سے یاد فرماتے۔ حضرت شیخ سعدی لاہوری بروز چہارشنبہ بتاریخ ۳ ربیع الثانی ۱۱۰۸ھ بمقام لاہور فوت ہوئے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک شہر لاہور کے علاقہ مزنگ میں واقع ہے۔ یہاں کا سعدی پارک آپ ہی کے نام نامی کی طرف منسوب ہے۔ آپ کا تفصیلی تذکرہ مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی تالیف خزینۃ الاصفیاء میں۔ حضرت شیخ غوث العالم میاں محمد عمر چمکنی پشاوری نے اپنی تالیف سرالاسرار میں اور مولانا محمد امین بدخشی کی تالیف "تاریخ بدخشی" میں درج ہے۔ اور حضرت مولانا شیخ حافظ عبدالغفور کشمیری، پشاوری کا تفصیلی تذکرہ میاں محمد عمر چمکنی پشاوری کی تالیف سرالاسرار حضرت شاہ محمد غوث قادری، گیلانی لاہوری کی تالیف "روضۃ السلام" اور "مقدمہ شرح صحیح بخاری" میں۔ اور "تذکرۃ الاولیاء ہند" (طبع دہلی) میں درج ہے۔ آپ بتاریخ ۱۴ شعبان المعظم ۱۱۱۶ھ وفات ہوئے۔ مزار مبارک پشاور چھاؤنی میں تھانہ شرقی کے قریب واقع ہے۔ اور مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کے شریعت اور طریقت کے اساتذہ اور مشائخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو سب سے زیادہ فیض حضرت مولانا شیخ حافظ عبدالغفور کشمیری علیہ الرحمۃ سے ملا ہے۔ اور حضرت شیخ حافظ عبدالغفور کو اپنے پیر طریقت حضرت شیخ سعدی لاہوری علیہ الرحمۃ سے "تذکرہ اولیائے ہند۔ (ص ۱۱۳) کی روایت کے مطابق طریقت کے چاروں سلسلوں قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی میں خرقہ خلافت حاصل تھا۔ لیکن اسی روایت کے ساتھ ہی جب ہم ان کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آپ کو خصوصیت کے ساتھ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خصوصی نسبت حاصل تھی، طریقت اور تصوف کی اصطلاح میں نسبت اس کو کہتے ہیں کہ کسی بزرگ پر کسی خاص سلسلہ کے احوال اور مقامات کا غلبہ ہو جائے اور اسکی پوری زندگی اسی سلسلہ کے مشائخ کے رنگ میں رنگی جائے۔ حضرت شیخ عبدالغفور

پشاوری علیہ الرحمۃ کو قادریہ اور نقشبندیہ مسلکوں میں نسبت حاصل ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کی پوری زندگی حضرت شیخ المشائخ غوث ہمدانی، قطب ربانی، محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ ان دونوں مشائخ عظام نے اپنی پوری زندگی احیائے دین، اجرائے شریعت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ اور اسی کے پیش نظر حضرت شیخ عبدالغفور علیہ الرحمۃ جہاں اپنے مریدوں کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اصول کے مطابق تزکیۂ نفس کی تعلیم دیتے اور ان کی تربیت فرماتے۔ وہاں پشاور شہر کے آس پاس اور دور دراز مقامات میں تبلیغ اور تعلیم اسلام کیلئے جاتے۔ امر معروف فرماتے۔ نہی عن المنکر کیلئے کام کرتے۔ اور اسلام کی سربلندی کیلئے کوشش فرماتے۔ اور یہی وہ روحانی تعلیم اور تربیت تھی جو خصوصیت کے ساتھ میاں عبدالحکیم کاکڑ علیہ الرحمۃ کو آپ کی ذات گرامی سے حاصل ہوئی۔

حضرت میاں عبدالحکیم کاکڑ علیہ الرحمۃ اپنے مشائخ طریقت سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد قندہار جانے اور وہاں علوم اسلامی کی درس و تدریس اشاعت اور تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے۔ یہاں آکر آپ نے علوم شریعت کا درس دینے کے علاوہ وعظ اور تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ مختصر مدت میں قندہار کی سرزمین کو علم کی روشنی سے منور کیا۔ اور بہت سے بے علم لوگ آپ کی تعلیم اور تربیت سے علم اور عرفان کے بلند منازل تک پہنچ گئے۔ آپ کے وعظ اور تقریروں میں اثر اور جاذبیت کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی اسے سن لیتا، وہ برے کاموں سے توبہ کر لیتا۔ گناہوں سے باز آجاتا۔ اور اسے نیکی، نیکوکاری اور دینداری کی سعادت حاصل ہو جاتی۔ آپ کی تشریف آوری سے قندہار بقعۂ نور بن گیا۔

آپ جب قندہار تشریف لائے تھے، اس وقت حاجی میرویس خان ہوتک کی حکومت تھی۔ اسکی وفات کے بعد ان کے بھائی عبدالعزیز خان بادشاہ ہوئے۔ اور جب ان کا دور حکومت بھی ختم ہوگیا، تو حاجی میرویس خان کا فرزند شاہ حسین قندہار کا بادشاہ اور حکمران بنا۔ اس نئے حکمران کے تعلقات حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ سے کشیدہ ہوگئے۔ تعلقات کشیدہ ہونے کی جو وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں تاریخ خورشید جہاں" تاریخ سلطانی" اور "تذکرہ اولیائے ہند" کی روایتوں کے علاوہ مقامی روایات میں حد درجہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس ایک بات پر سب کا اتفاق ہے۔ کہ شاہ حسین حکمران قندہار نے حکم دیا کہ حضرت میاں عبدالحکیم قدس سرہٗ قندہار شہر چھوڑ کر نکل جائیں۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ اپنے بیشمار شاگردوں اور مریدین کے ساتھ قندہار سے ہجرت کر گئے۔ جس سے اہالیان قندہار کو شدید روحانی صدمہ پہنچا۔ در و دیوار سے رونے کی صدائیں نکل آئیں۔

اس وقت کے شاعروں نے بڑے دردناک الفاظ میں اس سانحہ کو نظم کیا ہے۔ اور ایک روایت جو بہت ہی عام ہے، یہ ہے کہ حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کو قندہار سے جلا وطن کرانے کے کچھ ہی دنوں بعد شاہ حسین ہوتک کی حکومت کا تختہ الٹ گیا۔ اور وہ بے کسی کی موت مارا گیا۔ ایک شاعر نے درج ذیل شعر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

میاں صاحب چہ دیوست شاہ حسین لہ وطنہ خارہ
غرق یئے پاچھی شوہ دولیا نو لہ گفتارہ

ترجمہ: شاہ حسین نے جب اس شہر سے میاں صاحب کو نکال دیا۔ تو اولیاء اللہ کی بددعا سے اس کی بادشاہی کا بیڑا غرق ہو گیا۔

حضرت شیخ المشائخ میاں عبدالحکیم ۱۱۴۶ھ میں قندہار شہر سے نکل آئے تھے۔ قندہار سے نکلتے وقت ہزاروں معتقدین اور مریدین کی ایک بڑی جمعیت آپ کے ساتھ نکل آئی۔ آپ نے شہر سے باہر پہنچ کر ان کو نصیحت کی کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوں۔ بہتوں کو واپس بھیجا۔ لیکن جو لوگ کسی حالت میں بھی آپ سے جدا ہونا گوارا نہیں کرتے تھے۔ ان کی جمعیت کو ساتھ لیکر اپنے آبائی مقام خانوزائے (کوئٹہ) تشریف لے آئے۔ آپ کے والد ماجد فوت ہو چکے تھے۔ ان کے مزار کو پختہ بنوایا۔ اور ساتھ ہی ایک مسجد اور باغ بھی بنوایا۔ تقریباً ایک سال یہاں قیام کرنے کے بعد پہاڑی سلسلوں کو عبور کرنا شروع کیا۔ اور مواضعات یوسف کچ، کھواس، بغاؤ، سملن، بورے، اور مسکل سے ہوتے ہوئے موضع چوٹیالی پہنچے۔ اور یہاں سکونت اختیار کی۔ اور اپنی زندگی کے آخری چند سالوں کا عرصہ یہاں گذارا۔ اور بالآخر ۱۱۵۳ھ میں وفات پا گئے۔ علیہ الرحمۃ والغفران۔

خدا بہتر جانتا ہے کہ حضرت شیخ میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کو رنج اور آزار پہنچانے کی وجہ سے یا کسی دوسرے سبب سے تھوڑے عرصہ کے گزرنے کے بعد ۱۱۴۹ھ میں (یعنی حضرت میاں صاحب کو جلاوطن کرنے کے تین سال بعد) قندہار پر نادر شاہ افشار نے حملہ کیا۔ اور شہر کو فتح کرتے ہوئے اس نے سلطان شاہ حسین ہوتک کو اس کے شاہی خاندان کے تمام افراد کے ساتھ پکڑ کر مملکت ایران کے صوبہ مازندران میں قید کر ڈالا۔ اور بعد میں وہیں بصد خواری اور ذلت مروا ڈالا۔ نادر شاہ افشار نے قندہار کا قدیمی شہر مسمار کر دیا۔ جو اب تک ویران پڑا ہوا ہے۔ اس کے کھنڈرات مرثیہ خوانی کر رہے ہیں، شاہ حسین ہوتک سر بفلک محل "قصر نارنج" آج مٹی کا ایک تودہ ہے۔ لیکن حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کی مسجد اور خانقاہ (زیر زمین تہ خانہ) آج بھی تر و تازہ اور صحیح اور سلامت ہیں۔

اور آج بھی ہزاروں لوگ ہر جمعہ اور جمعرات کے دن اس کی زیارت کیلئے جاتے ہیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

جزائے حسن عمل بین کہ روزگار ہنوز		خراب می نکند بارگاہ کسریٰ را

روایت ہے کہ ایک دن حضرت شیخ المشائخ میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ شہر قندہار کے کسی بازار میں جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک نوجوان (احمد شاہ ابدالی) آتے دکھائی دئیے۔ میاں صاحب نے آپ سے پاس بلالیا۔ اس کے حق میں دعا فرمائی۔ اور پھر رخصت کیا۔ ساتھیوں کے استفسار پر فرمایا کہ یہ بہت ہی نیک بخت نوجوان ہے اسکی پیشانی میں بادشاہی کی نشانیاں نظر آرہی ہیں۔ اور آپ کا یہ فرمانا درست ثابت ہوا۔ حضرت میاں صاحب کی وفات سنہ ۱۱۵۳ھ کے سات سال بعد سنہ ۱۱۶۰ھ میں یہ نوجوان غازی احمد شاہ ابدالی فاتح پانی پت کے نام سے ایک مجاہد سلطان بن گیا تھا۔ علیہم الرحمۃ والغفران ـــــ

حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کی ظاہری اولاد کوئی بھی باقی نہیں رہی۔ لیکن آپ کی روحانی اولاد کی تعداد لاکھوں سے بھی زیادہ ہے۔ آپ کے خلفاء میں سے حضرت نور محمد جیسے مدانی قندہاری علیہ الرحمۃ کا نام نامی قابل ذکر ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی یادگار آپ کی مختلف تالیفات ہیں۔ جو خصوصیت کے ساتھ علم عقائد اور علم تصوف کے موضوع پر بلند پایہ محققانہ تالیفات ہیں۔ ذیل میں ان کی تالیفات کا مختصراً تذکرہ درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ حسن الایمان ـ یہ فارسی زبان میں ہے۔ اس میں علم عقائد کے مسائل رواں اور سادہ لفظوں میں استدلالی مگر تعلیمی طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ بعد میں خود آپ نے اپنی اس مبسوط کتاب کا ایک خلاصہ مختصر حسن الایمان کے نام سے تحریر کیا ہے۔ اس مختصر کتاب کا ایک قلمی نسخہ جو حضرت میاں صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ مجھے شہر لاہور کے ایک تاجر کتب سے مل گیا تھا۔ جسے میں نے قیمتاً خرید کر اسے علمی تحفہ کے طور پر پشتو اکاڈمی پشاور کو منت نذر کیا۔ یہی نسخہ سنہ ۱۳۷۲ھ میں حافظ نمان محمد مرحوم تاجر کتب کوئٹہ کے اہتمام اور فاضلانہ دیباچہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

۲۔ مجموعہ رسائل ـ اس مجموعہ میں چھ عدد رسائل ہیں۔ جو علم تصوف کے مختلف موضوعات کے متعلق ہیں۔ اور ان میں تصوف کے مختلف طریقوں کے ابتداء، اصول اور طریقہ تزکیہ، تنزیہہ، فیوض، حقیقت صلوٰۃ، حقیقت فقر، حقیقت محمدی، نفی اور اثبات کے مباحث کو نہایت ہی محققانہ انداز میں تحریر کیا ہے۔ ان میں خصوصیت کے ساتھ رسالہ نمبر ۵ میں ان علوم اور معارف

کا تذکرہ ہے۔ جو آپ کو حضرت میاں میر سید لعل ننگرہاری ابن حضرت سید حبیب علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئی ہیں۔ اور رسالہ ۲؎ میں ان علوم اور معارف کا تذکرہ ہے۔ جو آپ کو حضرت مولانا میاں حافظ اللہ یار لاہوری علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئے تھے۔ اس رسالہ میں شریعت، طریقت، اور حقیقت تینوں کے موضوع پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اور یہ کتاب پانچ فصلوں پر مشتمل ہے۔ فصل اول در بیان اذکار و وظائف۔ فصل دوئم در بیان نفی و اثبات۔ فصل سوئم در بیان تنزیہات فصل چہارم در بیان فیوضات۔ فصل پنجم در بیان سفر ذات و مراتب سیر طریقت۔

آپ کی تالیفات کے اس مختصر تعارف سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو علوم ظاہری اور باطنی میں بلند مرتبہ حاصل تھا۔ اور آپ نے اپنی تالیفات کے ذریعہ اپنے فیوضات کے سلسلہ کو زندگی دوام بخشی ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ کوئٹہ ڈویژن کے نامور قبیلہ ترین کے قبائلی سردار آپ کے مزار مبارک کے مجاور ہیں۔ اور مجاور ہونے کی یہ خدمت اپنے لئے موجب خیر و برکت سمجھتے ہیں۔ کوئٹہ ڈویژن اور قبیلہ ترین کا نامور قبائلی سردار جناب حاجی سورت خان ترین نے سینتیس ہزار (۳۷۰۰۰) روپیہ کی لاگت سے حضرت میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک تعمیر کیا ہے۔ اور گذشتہ ۲۳ سال سے اس مبارک خانقاہ کے لنگر خانہ کا تمام سالانہ خرچ یعنی بارہ سو بوری گندم اور مبلغ بارہ سو روپیہ نقد کے اخراجات بھی برداشت کر رہے ہیں۔ اور اس اعتبار سے حضرت میاں عبدالحکیم کاکڑ علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی کو ترین قبیلہ کے خصوصی پیشوا کی حیثیت حاصل ہے۔ جبکہ آپ کے فیوضات کا دائرہ پورے پاکستان کیلئے بھی عام ہے۔

دیانتداری اور خدمت ہمارا شعار ہے
ہم اپنے ہزاروں کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے
پستول مارکہ آٹا
پسند فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے
ہمیشہ پستول مارکہ آٹا استعمال کیجئے جسے آپ بہتر پائیں گے
نوشہرہ فلور ملز جی ٹی روڈ نوشہرہ
فون نمبر 126